بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

محدث دہلی

مدیر
نذیر احمد املوی رحمانی

جلد ۲ | بابت ماہِ رجب ۱۳۶۶ھ مطابق ماہِ جون ۱۹۴۷ء | نمبر ۳

مسئلہ علمِ غیب پر تحقیقی نظر

(۱۲)

آنحضور علیہ السلام کے علم کو جمیع ماکان ومایکون پر تفصیلی طور پر حاوی اور محیط ثابت کرنے کے لئے مخالفین کی چھ دلیلوں کے جواب بحمد اللہ ہم دے چکے۔ آج اُن کی ساتویں دلیل کا جواب دینا ہے۔ اس دلیل کا مضمون طویل ہے۔ اس لئے پورے الفاظ نقل کرنے کی بجائے بقدر ضرورت اس کا حاصل مطلب یہاں ذکر کرتا ہوں۔

ساتویں دلیل

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز کے لئے آنحضور بہت دیر میں نکلے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہیں، پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آج مجھے فجر کی نماز کے لئے نکلنے میں اس لئے دیر ہوئی کہ جب میں تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا تو اسی اثنا میں مجھ پر غنودگی طاری ہوئی۔ اور میں سو گیا۔ اسی حالت میں میں نے اللہ تعالیٰ کو ایک خاص صفت میں دیکھا، اُس نے کہا۔ اے محمد! بتاؤ مقرب فرشتے کس بات میں آپس میں بحث کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ اے میرے رب! میں تو نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنے خاص فیضان کا نزول فرمایا۔ فتجلی لی کل شئی وعرفت پس میرے سامنے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے اُن کو پہچان لیا۔ اس کے بعد

پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ اے محمد بتاؤ کس چیز کے متعلق فرشتے آپس میں بحث کرتے ہیں۔ تو میں نے کہا۔ کہ ان نیک کاموں کے متعلق جو گناہوں کو مٹاتے ہیں اور اُن کا کفارہ بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ وہ نیک کام کیا ہیں؟ میں نے کہا (وہ تین کام ہیں ایک) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں پیدل آنا (دوسرا) نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا (تیسرا) ناگواری اور تکلیف کے باوجود پورے آداب کے ساتھ وضو کرنا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اس کے علاوہ اور کس چیز میں وہ بحث کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ ان نیک کاموں کے متعلق جن کی وجہ سے کرنے والوں کو جنت میں بڑے بڑے درجے ملیں گے۔ اس نے کہا وہ نیک اعمال کیا ہیں۔ میں نے کہا۔ (۱) بھوکوں کو کھانا کھلانا، (۲) اور لوگوں کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آنا، (۳) اور رات کے وقت جب لوگ سوتے ہوں تو بستر سے اُٹھ کر تہجد کی نماز پڑھنا" الخ (ترمذی صـ۱۵۶ ج ۲ و مسند احمد صـ۲۴۳ ج ۵)

مخالفین کہتے ہیں کہ اس حدیث کا یہ جملہ فَتَجَلّٰی لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتُ اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ آنحضور کے سامنے جملہ کائنات کا انکشاف ہوا اور آپ نے سب کچھ جان لیا۔ کیونکہ اس میں كُلُّ شَیْءٍ کا لفظ صراحۃً موجود ہے اور معلوم ہے کہ یہ لفظ استغراق اور احاطہ افراد کے لئے آتا ہے۔ گویا استدلال کی ساری عمارت اس بنیاد پر قائم ہے کہ لفظ کل سے یہاں بھی جملہ افراد کا استغراق اور احاطہ مراد ہے۔ حالانکہ یہ بنیاد ہی غلط ہے۔

اس کا جواب

اس لئے کہ قرآن مجید، احادیث، فقہ، اصول فقہ، لغت عربی پر غائر نظر رکھنے والے ارباب علم جانتے ہیں کہ یہ لفظ ہمیشہ استغراق اور احاطہ افراد ہی کے لئے نہیں آتا۔ بلکہ مختلف دلائل و قرائن کی بنا پر بہت سی آیات، احادیث، فقہی جزئیات، اور عربی محاورات میں یہ لفظ ایسے مواقع پر بھی استعمال کیا گیا ہے۔ جہاں یقیناً جملہ افراد کا احاطہ اور استغراق مراد نہیں ہے۔ چنانچہ ذیل میں ہم اس کے چند شواہد بطور مثال پیش کرتے ہیں۔ پہلے قرآنی آیات کو لیجیے۔

وہ چند آیتیں جن میں لفظِ کل سے استغراق مراد نہیں

(۱) كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (آل عمران) (ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے) اس آیت میں لفظ کل استغراق کے لئے نہیں ہے کیونکہ (الف) "نفس" کا اطلاق خود ذات باری تعالیٰ پر بھی کیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ بھی اس کے افراد میں سے ہوا۔ ارشاد ہے تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ (مائدہ) یعنی اے اللہ! جو میرے نفس میں ہے تو جانتا ہے اور جو تیرے "نفس" میں ہے اس کو میں نہیں جانتا ہوں۔ جب "نفس" کے افراد میں سے اللہ تعالیٰ کی ذات بھی ہوئی۔ تو اگر لفظ "کل" کو یہاں استغراق کے معنے لیا جائے تو نعوذ باللہ خدائے حی و قیوم کے لئے بھی موت کا آنا لازمی ماننا پڑے گا۔ حالانکہ یہ بداہۃً اور یقیناً باطل ہے معلوم ہوا کہ یہاں لفظ "کل" استغراق اور احاطۂ افراد کے لئے نہیں ہے۔

(ب) اسی طرح قرآن مجید میں "نفس" کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر بھی کیا گیا ہے۔ لہذا آپ بھی اس کے افراد میں سے ہوئے۔ ارشاد ہے فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الآیۃ (کہف) (اگر یہ کافر ایمان نہ لائیں تو شاید غم کی وجہ سے آپ اپنے نفس کو ہلاک کر دیں گے) دوسری جگہ فرمایا وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ (احزاب) (آپ اپنے نفس میں اس بات کو چھپاتے ہیں جس کو اللہ ظاہر کرنے والا ہے) پس اگر کل نفس سے جملہ افراد کا استغراق مراد ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی موت تسلیم کرنی پڑے گی، حالانکہ بریلوی عقائد کے مطابق یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک تو آنحضور پر ایک لمحہ کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ "اوٹ" یعنی پردے میں ہو گئے ہیں۔ (گو ہمارے نزدیک اُن کا یہ عقیدہ بھی صحیح نہیں تاہم) الزامی طور پر تو ہمارا مدعا ثابت ہو گیا کہ اس آیت میں لفظ کل سے جملہ افراد کا استغراق و استیعاب مراد نہیں۔

(۲) وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا (کہف) (اور اُن کے آگے ایک ظالم بادشاہ ہے جو ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا ہے) اس آیت میں بھی لفظ "کل" استغراق و احاطۂ افراد کے لئے نہیں ہے۔ ورنہ آیت کا مطلب یہ ہو جائے گا کہ ہر کشتی خواہ وہ عیب دار ہو یا بے عیب، صحیح و سالم ہو یا ٹوٹی ہوئی سب کو وہ ظالم چھین لیتا ہے۔ حالانکہ آیت کا یہ مطلب نہیں، بلکہ یہاں صحیح و سالم اور بے عیب کشتیاں مراد ہیں۔

(۳) سورۂ نمل میں بلقیس ملکۂ سبا کے متعلق وارد ہے وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (اس کی ملکیت اور قبضہ میں ہر چیز دی گئی ہے) یہاں بھی "کل شیءٍ" سے جملہ افراد کا استغراق و احاطہ مراد نہیں، کیونکہ

(الف) کل شیءٍ میں تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی ذات اور اُن کی تمام حکومت بھی داخل تھی، تو کیا اُن پر بھی بلقیس کا قبضہ تھا؟

(ب) اسی طرح کل شیءٍ میں تو آسمان، زمین، چاند، سورج، ہوا، پانی، ملائکہ، جنات، عرش، کرسی وغیرہ سبھی چیزیں داخل تھیں، تو کیا ان پر بھی بلقیس کو اختیار دیا گیا تھا؟

(ج) علامہ جزائری فرماتے ہیں وفيه (اي في اطلاق لفظ الشيء على الله تعالى) مذهبان للمتكلمين والصحيح اطلاقه عليه لقوله تعالى قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيدٌ الآیۃ (توجیہ النظر ص ۲۷۹) یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پر لفظ شیءٍ کے اطلاق کے متعلق متکلمین کے دو مذہب ہیں، لیکن صحیح بات یہی ہے کہ اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً الآیۃ (انعام) پس جب صحیح مسلک کے مطابق اللہ تعالیٰ بھی لفظ "شیءٍ" کے افراد میں سے ہوا تو اگر سورۂ نمل کی مذکورہ بالا آیت میں "کل شیءٍ" کو جملہ افراد کے احاطہ و استغراق کے لئے لیا جائے۔ تو نعوذ باللہ لازم آئے گا کہ بلقیس کی حکومت خود اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی قائم تھی۔ حالانکہ یہ ابطل اباطیل اور احمل محالات سے ہے۔

ثابت ہوگیا کہ اس آیت میں لفظ کل جملہ افراد کے استغراق و احاطہ کے لئے نہیں ہے۔
(۴) سورۂ نمل میں ارشاد ہے اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔
(۵) سورۂ انعام میں فرمایا وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ اور اللہ ہی نے ہر چیز پیدا کی ہے۔
ان دونوں آیتوں میں بھی لفظ "کل" جملہ افراد کے استغراق و احاطہ کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی آیت نمبر ۳ کے ذیل میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ "کل شیٔ" کے افراد میں اللہ تعالیٰ کی ذات بھی داخل ہے۔ تو لازم آئے گا کہ وہ بھی مخلوق ہو۔ حالانکہ یہ یقیناً غلط اور باطل ہے۔ اسی لئے علامہ تفتازانی فرماتے ہیں لان قولہ تعالیٰ واللہ خالق کل شی وقولہ اوتیت من کل شی مخصوص (تلویح ص ۱) یعنی ان دونوں آیتوں سے بعض افراد خارج ہیں لہٰذا یہ عام مخصوص منہ البعض ہیں۔
(۶) قوم عاد پر جو نہایت تیز و تند ہوا کا عذاب بھیجا گیا تھا۔ اس کے متعلق سورۂ احقاف میں فرمایا گیا ہے۔ تُدَمِّرُ کُلَّ شَیْءٍ وہ ہر چیز کو تباہ کر دے گی۔
(الف) ظاہر ہے کہ "کل شیٔ" (ہر چیز) میں تو خود اس قوم کے پیغمبر علیہ السلام بھی داخل تھے تو کیا نعوذ باللہ اس عذاب سے وہ بھی ہلاک ہوئے؟
(ب) اسی طرح "کل شیٔ" میں تو پہاڑ، آسمان، زمین، چاند، سورج، عرش، کرسی، جنت، دوزخ وغیرہ بھی داخل تھے تو کیا اس ہوا سے وہ بھی ہلاک ہوئے؟
(ج) ابھی معلوم ہوا کہ "کل شیٔ" کے افراد میں تو ذات باری تعالیٰ بھی داخل تھی تو کیا عیاذاً باللہ اس ہوا نے اس قادر مطلق کو بھی تباہ کیا؟
معلوم ہوا کہ اس آیت میں بھی "کل شیٔ" کا لفظ جملہ افراد کے استغراق و احاطہ کے لئے نہیں ہے۔
(۷) سورۂ قصص میں فرمایا گیا ہے یُجْبٰی اِلَیْہِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیْءٍ الخ یعنی "حرم (مکہ) کی طرف ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں" اس آیت میں بھی "کل شیٔ" سے استغراق مراد نہیں ہے۔ کیونکہ
(الف) "کُلَّ شَیْءٍ" میں تو جنت کے تمام پھل بھی داخل ہیں۔ تو کیا وہ سب بھی مکہ بھیج دیئے جاتے ہیں؟
(ب) اسی طرح "ثمرات کل شیٔ" میں تو تمام دنیا کے ہر درخت کا ہر پھل داخل ہے تو کیا یہ تمام پھل مکہ بھیج دیئے جاتے ہیں؟ کیا مراد آباد یا بریلی میں اب کوئی پھل کسی رضا خانی کو نصیب نہیں ہوتا؟
(ج) پھر اس آیت میں تو ماکول یا غیر ماکول کی بھی کوئی قید نہیں، اور نہ کسی خاص زمانے کا ذکر ہے، جس کے ظاہر معنی یہ ہوتے ہیں کہ دنیا کے ہر گوشہ کا ہر پھل ہر زمانے میں مکہ بھیج دیا جاتا ہے۔ بھلا کون سمجھدار انسان کہہ سکتا ہے کہ یہ کلیہ صحیح ہے اور قرآن کی یہ مراد ہے۔

پس ثابت ہوا کہ اس آیت میں بھی لفظ "کل" جملہ افراد کے استغراق و احاطہ کے لئے نہیں ہے۔

(۸) سورۂ نحل میں شہد کی مکھیوں کے متعلق ارشاد ہے ثُمَّ كُلِي مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ یعنی اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ وہ ہر پھل سے رس چوستی پھریں

ابھی آیت نمبر ۲ کے ذیل میں لفظ "کل" سے عدم استغراق مراد ہونے پر جو قرائن بیان کئے گئے ہیں، اُن میں سے بعض کو انداز بیان میں تھوڑے سے تغیر کے ساتھ یہاں بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ نیز کون کہہ سکتا ہے۔ کہ دنیا کے ہر ہر پھل سے شہد کی مکھیاں رس چوستی پھرتی ہیں۔ یقیناً یہ دعویٰ واقعات و مشاہدات کے خلاف ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اس آیت میں بھی لفظ "کل" استغراق حقیقی کے لئے نہیں۔

(۹) سورۂ حج میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خطاب کر کے کہا گیا وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ یعنی آپ لوگوں میں حج کے فرض ہونے کا اعلان کر دیں تو لوگ آپ کے پاس حج کے لئے چلے آئیں گے پاپیادہ بھی اور ہر دُبلی اونٹنی پر بھی جو ہر دور دراز راستے سے پہنچی ہوں گی۔

كُلِّ ضَامِرٍ (ہر دُبلی اونٹنی) میں تو ہندوستان کی بے شمار اونٹنیاں بھی داخل ہیں، پھر ہندوستان سے کتنے حاجی اونٹنیوں پر سوار ہو کر حج کے لئے جاتے ہیں؟

معلوم ہوا کہ یہاں بھی لفظ "کل" استغراق اور احاطہ افراد کے لئے نہیں ہے۔

(۱۰) اسی طرح يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ (وہ اونٹنیاں ہر دور دراز راستے سے آئیں گی) میں بھی استغراق کا معنی صحیح نہیں۔ کیونکہ مکہ معظمہ پہنچنے کے لئے جتنے سمندری راستے ہیں اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس سے لوگ اونٹنیوں پر سوار کر وہاں پہنچتے ہوں۔ بلکہ اب تو جدہ سے بھی مکہ تک کا سفر اونٹوں پر کم لوگ کرتے ہیں۔ زیادہ تر موٹروں اور لاریوں میں آتے جاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اس آیت میں بھی لفظ "کل" استغراق افراد کے لئے نہیں ہے۔

اسی طرح احادیث نبویہ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل احادیث پر غور کرو۔

وہ چند حدیثیں جن میں لفظِ "کل" سے استغراق مراد نہیں

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل ابن آدم یاکلہ التراب الا عجب الذنب منہ خلق وفیہ یرکب (مسلم ص۴۰۷ ج ۲ ونسائی ص۲۱۰ ج ۱) یعنی مرنے کے بعد ہر آدمی کے ہر عضو کو مٹی کھا جائے گی۔ مگر دُم کی ہڈی کہ اُسی سے انسان کی پیدائش کی ابتداء ہوئی ہے اور پھر اُسی سے دوبارہ پیدا کیا جائے گا۔

(الف) کل ابن آدم (ہر آدمی) میں تو حضرات انبیاء علیہم السلام بھی داخل ہیں۔ حالانکہ اُن کے متعلق دوسری حدیث میں ہے کہ ان کے اجسام مبارکہ کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے ان اللہ عز وجل قد حرم

علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء علیہم السلام (نسائی انصاری طبع 139 ج 1) اسی لئے علامہ سندی حاشیہ نسائی میں فرماتے ہیں والقضیۃ جزئیۃ بالنظر الی افراد ابن آدم ضرورۃ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء یعنی افراد ابن آدم کے لحاظ سے یہ قضیہ جزئیہ ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام اس حکم سے خارج ہیں (ب) فرعون کے متعلق ارشاد ہے فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً (اے فرعون! آج ہم تیرے بدن کو بچالیں گے تاکہ تو اپنے بعد والوں کے لئے عبرت ہو) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کی لاش کو بھی اللہ تعالیٰ نے عبرت کے لئے دریا میں تہ نشین ہونے اور گل سڑ کر فنا ہونے سے بچالیا۔ حالانکہ ابن آدم میں تو وہ بھی داخل ہے۔

(ج) کتب احادیث و تواریخ سے پتہ لگتا ہے کہ بعض صحابہ، شہداء، و اولیاء اللہ کی نعشیں بھی سالہا سال کے بعد زمین سے صحیح سالم برآمد ہوئیں (دیکھو فتح الباری پ 5 صفحہ 696 واخبار صدق لکھنؤ جلد 10 نمبر 28 و 31 و 32 و 36) حالانکہ یہ سب ابن آدم میں داخل ہیں۔ معلوم ہوا کہ لفظ "کل" یہاں استغراق افراد کے لئے نہیں ہے۔

(2) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ (مسلم صفحہ 317 ج 2) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون اور اس کا مال اور اس کی آبرو حرام ہے۔ (الف) "کُلُّ المسلم" (ہر مسلمان) میں تو وہ مسلمان بھی داخل ہے جو کسی دوسرے مسلمان کو ناحق عمداً قتل کردے، تو کیا اُس کا خون بھی مسلمانوں پر حرام ہے؟

(ب) اس میں تو وہ بدعمل مسلمان بھی داخل ہے جو باوجود محصن ہونے کے زنا کرے، تو کیا اس کو رجم (سنگسار) نہیں کیا جائے گا۔ اور اُس کا خون بھی مسلمانوں پر حرام ہے؟

(ج) اس میں تو وہ مسلمان بھی داخل ہے جو ظلماً لوگوں کا مال لے کر ضائع کردیتا ہے، تو کیا اس کے مال سے بھی مظلومین کا تاوان دلانا حرام ہوگا؟ اور نیز مجرمین پر حدود شرعیہ کے اجراء سے اُن کی آبروریزی ہوگی تو کیا اس حدیث کے ماتحت وہ بھی حرام ہوگی؟ یقیناً ان سب سوالات کے جوابات نفی میں ہیں، معلوم ہوا کہ لفظ "کل" یہاں استغراق کے لئے نہیں ہے۔

(3) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کُلُّ مصور فی النار (مسلم صفحہ 202 ج 2) یعنی ہر تصویر بنانیوالا جہنم میں داخل کیا جائے گا۔

"کُلُّ مُصَوِّرٍ" (ہر تصویر بنانے والا) میں تو پھول، پتیاں، بیل، بوٹے وغیرہ بے جان چیزوں کی تصویریں بنانے والا بھی داخل ہے۔ حالانکہ ان کا بنانا نہ تو ناجائز ہے اور نہ بنانے والوں کے لئے کوئی وعید ہے۔

معلوم ہوا کہ اس حدیث میں بھی لفظ "کل" استغراق و احاطہ افراد کے لئے نہیں ہے۔

(۴) عن عبد الله بن مسعود قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكبر في كل خفض ورفع وقيام وقعود الخ (ترمذی ص ۳۵ ج ۱ ونسائی ص ۱۱۱ ج ۱)

یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز میں) جب جھکتے یا اٹھتے، کھڑے ہوتے یا بیٹھتے تو ہر مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے۔

"ہر مرتبہ کے اٹھنے اور کھڑے ہونے" میں تو رکوع سے سر اٹھانا بھی داخل ہے، حالانکہ امت کا اجماع ہے کہ اس وقت تکبیر کے بجائے سمع اللہ لمن حمدہ کہنا چاہئے۔ چنانچہ مولانا عبد الحی لکھنوی فرماتے ہیں:۔

ظاهر الحديث عمومه في جميع الانتقالات لكن خص منه الرفع من الركوع بالاجماع (التعليق الممجد ص ۸۹)

معلوم ہوا کہ اس حدیث میں بھی لفظ کل جملہ افراد کے استغراق کے لئے نہیں ہے۔

(۵) ایک حدیث میں ہے كل شئ حِلٌّ للرجل من المرأة في صيامه ما خلا ما بين رجليها (طس عن عائشة) (الجامع الازہر) یعنی آنحضور نے فرمایا کہ روزے کی حالت میں مرد کے لئے اپنی بیوی کے ساتھ ہر چیز حلال ہے سوائے اس کے جو اس کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں ہے۔

"کل شئ" (ہر چیز) میں تو کھانا پینا بھی داخل ہے۔ تو کیا مرد کے لئے حلال ہے کہ وہ روزے کی حالت میں اپنی روزہ دار بیوی کو کھلا پلا بھی دے؟ یقیناً ایسا نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ اس حدیث میں بھی "کل" کا لفظ استغراق حقیقی کے لئے نہیں ہے۔

آئندہ ہم آپ کے سامنے چند فقہی جزئیات اور مستند عربی اشعار سے بھی انشاء اللہ اسی بات کا ثبوت دیں گے۔ اور پھر ثابت کریں گے کہ جس طرح ان تمام آیات، احادیث، فقہی جزئیات، عربی محاورات میں خارجی یا داخلی دلائل و قرائن کی بنا پر "کل" یا "کل شئ" کے لفظ کو استغراق حقیقی و احاطۂ تامہ کے معنی میں لینا صحیح نہیں ہے اسی طرح حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا روایت کے متعلق بھی ایسے دلائل و قرائن موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں بھی "کل شئ" سے جملہ افراد کا استیعاب و استغراق مراد نہیں۔ لہذا اس حدیث سے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کلی پر استدلال کرنا غلط ہے۔

(باقی)